25

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۸ھ

۱۹ر دسمبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۴ر

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

غسل پردہ میں کرو

عن یعلی قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یغتسل بالبراز فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ قال ان اللہ ستیر فاذا اراد احدکم ان یغتسل فلیتوار بشیء

یعلیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں (ننگا) نہاتے ہوئے دیکھا پس آپ منبر پر چڑھے۔ خدا کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا تحقیق خداوند تعالےٰ حیادار ہے۔ پردہ پوش ہے اور حیا پر پردہ پوشی کو محبوب رکھتا ہے پس تم میں سے جب کوئی غسل کرے (میدان میں) تو چاہیئے کہ پردہ کرے

غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو مسح کرلو

عن علی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اغتسلت من الجنابۃ وصلیت الفجر فرایت قدر موضع الظفر لم یصبہ الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مسحت علیہ بیدک اجزاک رواہ ابن ماجۃ

علیؓ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے ناپاکی کو دور کرنے کے لئے غسل کیا اور پھر صبح کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ ناخن برابر جگہ غسل میں خشک رہ گئی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو (اس) مسح کر لیتا اپنے ہاتھ سے تو کافی ہوتا۔

ناپاک سے اختلاط جائز ہے

عن [illegible]

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب فاخذ بیدی فمشیت معہ حتی قعد فانسللت فاتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت وھو قاعد فقال این کنت یا ابا ھریرۃ فقلت لہ فقال سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس ھذا لفظ البخاری ولمسلم معناہ وزاد بعد قولہ فقلت لہ لقد لقیتنی وانا جنب فکرھت ان اجالسک حتی اغتسل وکذا البخاری فی روایۃ اخری

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ملاقات کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تھا میں ناپاک پس پکڑا آپ نے میرا ہاتھ اور چلا میں آپ کے ساتھ یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے پس چپکے سے اٹھ کر میں باہر آیا اور اپنے مکان پر پہنچ کر نہایا۔ پھر واپس آیا۔ تو دیکھا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں آپ نے (مجھ کو دیکھ کر) فرمایا ابوہریرہؓ تم کہاں تھے۔ میں نے عرض کیا پاک ہے اللہ تحقیق مسلمان ناپاک نہیں یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ملاقات کی آپ نے مجھ سے اور میں ناپاک تھا۔ پس برا معلوم ہوا مجھ کو کہ جب تک میں غسل نہ کر لوں آپ کے پاس بیٹھوں

ناپاک آدمی وضو کر کے سو رہے

عن ابن عمر قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ من اللیل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ واغسل ذکرک ثم نم متفق علیہ

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ وہ رات کو ناپاک ہو جاتے ہیں آپ نے ان سے فرمایا وضو کر عضو خاص کو دھو اور پھر سو رہ

متعدد مرتبہ جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے

عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطوف علی نسائہ بغسل واحد رواہ مسلم

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ (علیہ وسلم ایک رات میں) اپنی کئی کئی بیویوں کے پاس جاتے (یعنی ان سے جماع فرماتے) اور صرف ایک مرتبہ غسل کرتے)

ناپاکی میں ذکر الٰہی کی اجازت

عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ رواہ مسلم

عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر الٰہی فرماتے تھے (یعنی ناپاکی کی حالت میں بھی) (ذکر قلبی)

غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی کا حکم

عن ابن عباس قال اغتسل بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جفنۃ فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوضأ منہ فقالت یا رسول اللہ انی کنت جنبا فقال ان الماء لا یجنب رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ وروی الدارمی نحوہ وفی شرح السنۃ عن میمونۃ بلفظ المصابیح۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیبیوں نے لگن میں غسل کیا (یعنی لگن میں سے پانی لے کر نہائیں) پس ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگن کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا پس کہا ایک بیوی نے کہ یا رسول اللہ میں ناپاک تھی۔ (اور اس پانی میں سے میں نے غسل کیا ہے) آپ نے فرمایا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (ناپاک کے نہانے اور اس میں ہاتھ ڈالنے سے)

بلا وضو قرآن پڑھنا جائز ہے

عن علی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من الخلاء فیقرئنا القرآن ویاکل معنا اللحم ولم یکن یحجبہ او یحجزہ عن القرآن شیء لیس الجنابۃ رواہ ابوداؤد والنسائی وروی ابن ماجۃ نحوہ

علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے باہر تشریف لاتے پس پڑھاتے ہم کو قرآن اور کھاتے ہمارے ساتھ گوشت اور نہیں روکتی تھی ان باتوں سے آپ کو کوئی چیز اور نہ قرآن پڑھنے کو مگر

* ناپاکی (یعنی صرف ناپاکی کی حالت میں آپ ایسا کوئی کام نہ کرتے تھے)

هفت روزه **خدام الدین** لاهور

جلد ۴ ۷ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۸ء شماره ۳۲

ذہنی انقلاب کی ضرورت

جب کسی قوم کی حالت مذہبی اور دنیوی اعتبار سے بگڑ جاتی ہے اور اس میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں اور سماجی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس کی اصلاح کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ ہے ذہنی انقلاب کا طریقہ۔ یعنی قوم کے ہر فرد کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ کر دی جائے کہ یہ سب برائیاں اور خرابیاں میری اور میری قوم کی دنیوی اور اخروی بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔ میری اور میری قوم کی بھلائی اسی میں ہے کہ ان سب برائیوں اور خرابیوں کو ترک کر دیا جائے۔ اس طریقہ سے قوم کا زندگی کے متعلق زاویہ نگاہ بدل جائیگا۔ بداخلاق بااخلاق اور سماج دشمن مخلوق خدا کے خدمت گزار بن جائیں گے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مذہبی رہنما انبیاء علیہم السلام یا ان کے بعد ان کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ہوں یا دنیوی راہنما سب نے ذہنی انقلاب کے ذریعہ ہی قوم کی کایا پلٹی۔ دنیوی راہنماؤں نے چند سال قبل چین میں جو انقلاب برپا کیا وہ ذہنی انقلاب ہی تھا وہ چین جس کو جاپان نے کئی سال تختۂ مشق بنائے رکھا جب ذہنی انقلاب سے چینی قوم کی کایا پلٹ گئی اور گراں خواب چینی ابھرا تو پھر جاپان تو بجائے خود رہا امریکہ برطانیہ اور فرانس اس کا لوہا ماننے پر مجبور ہو گئے۔ اب عوامی چین کا شمار دنیا کی بڑی طاقتوں میں ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدۂ جلیلۂ نبوت عطا ہونے کے بعد ۱۳ سال عربوں کے اندر ذہنی انقلاب برپا کرنے میں صرف فرمائے۔ آپؐ نے یہ انقلاب قرآن مجید کی تعلیم اور اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعہ برپا فرمایا۔ اس انقلاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظالم عادل بداخلاق بااخلاق فسادی امن کے علمبردار بن گئے غرضیکہ ان کے اندر جو اخلاقی برائیاں اور سماجی خرابیاں تھیں وہ سب یکقلم ختم ہو گئیں۔ عرب کے وہ بدو جن کو ایران اور روم کی مہذب سلطنتیں اپنی رعایا بنانا بھی پسند نہ کرتی تھیں انہی بدوؤں نے ان دونوں سلطنتوں کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔

پاکستان بننے کے بعد گیارہ سال سے زیادہ عرصہ میں ہماری حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ اخلاقی برائیاں اور سماجی خرابیاں انتہا کو پہنچ گئیں۔ رشوت ستانی سمگلنگ بلیک مارکیٹنگ۔ ذخیرہ اندوزی۔ ناجائز منافع خوری۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ ہر برائی اور خرابی میں ہم دنیا کے تمام ممالک سے بازی لے گئے۔ حال ہی میں ہمارے ملک میں جو انقلاب برپا ہوا۔ اس میں مارشل لاء کے قواعد وضوابط کے ماتحت سخت سزا کے ڈر سے ہم ان جرائم سے تو باز آ گئے لیکن چونکہ یہ انقلاب ذہنی نہ تھا اس لئے ہم نے ان جرائم کو اپنے اور اپنے ملک و قوم کے لئے نقصان دہ سمجھ کر ترک کرنے کا مصمم ارادہ نہیں کیا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ڈنڈے کے ڈر سے عارضی طور پر یہ جرائم کم ہو گئے ہیں جونہی مارشل لاء اٹھالیا گیا ساری برائیاں اور خرابیاں پھر عود کر آئیں گی۔

تمام برائیوں اور خرابیوں کے کلی طور پر استیصال کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان میں ذہنی انقلاب برپا کیا جائے اس کا وہی طریقہ ہمارے لئے سب سے زیادہ مفید ہے جو آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل ملک عرب میں آزمایا گیا تھا قرآن مجید اور حضور انورؐ کا اسوۂ حسنہ دونوں محفوظ ہیں۔ ہم حکومت کو ان دونوں کی روشنی [illegible] وہ انقلاب کے ساتھ ساتھ ذہنی انقلاب برپا کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ کتاب و سنت کی تعلیم پرائمری سے لے کر ایم اے تک لازمی کر دیجئے۔ اس طرح نظریات میں جو تبدیلی واقع ہو گی۔ اس سے انشاء اللہ قوم کی کایا پلٹ جائے گی قانون کی سخت گرفت سے مجرمانہ ذہنیت دب تو جاتی ہے لیکن یکقلم ختم نہیں ہوتی۔ اسی لئے اسلام نے اگر سزائیں سخت مقرر کی ہیں تو ساتھ ہی تعلیم و تربیت کو ضروری قرار دیا ہے۔ ہماری حکومت کو یہی طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ ہم قوم سے بھی یہی درخواست کریں گے کہ مجرمانہ ذہنیت کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کی کوشش کرے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت اور پاکستانی قوم دونوں کو اس ملک میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

مصر سے ہمارے تعلقات

۵ ستمبر ۱۹۵۸ء کے شمارہ میں "عرب نیشنلزم" کے عنوان سے جو شذرہ ہم نے سپرد قلم کیا تھا اس میں اس ملک کے بعض سیاسی رہنماؤں کے عربوں سے عموماً اور مصریوں سے خصوصاً بغض و عناد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ احسان فراموشی کی بدترین مثال ہے۔ ہم نے ان راہنماؤں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ فوراً اس سے توبہ کریں ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی عرب دشمنی ان کو دنیا و آخرت میں رسوا نہ کر دے۔ ان رہنماؤں نے ہمارا مشورہ قبول نہ کیا اور ان کو توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ اس کی سزا دنیا میں تو ان کو مل چکی ہے۔ جو برسر اقتدار تھے ان کو بیک بینی و دوگوش نکال باہر کر دیا گیا۔ جو اقتدار سے پہلے ہی محروم ہو چکے تھے ان کی رسوائی کے سامان ہو رہے ہیں۔ باقی رہی آخرت کی خبر خدا جانے!

ہمیں خوشی ہے کہ ہماری نئی حکومت مصر اور دوسرے عرب ممالک سے خوشگوار تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے۔ صدر مملکت نے ایک وزیر کو صدر ناصر سے ملاقات کرنے کے لئے مصر بھیج کر جو قدم اٹھایا ہے وہ اس کا عملی ثبوت ہے۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں اسلامی ممالک میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ بہت حد تک دور ہو چکی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ مستقبل قریب میں مصر کے ساتھ ہمارے تعلقات استوار ہو جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ مصر روسی بلاک کا رکن ہے اور پاکستان امریکی بلاک کا۔ لیکن اس کے باوجود ہم ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں اگر ہندوستان کامن ویلتھ میں رہ کر مصر سے خوشگوار تعلقات رکھ سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان معاہدہ بغداد اور سیٹو کا رکن ہو کر کیوں مصر سے دوستانہ تعلقات قائم نہیں رکھ سکتا؟ صرف ایک دوسرے کو ذرا قریب ہو کر سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ہم اپنی حکومت کو مصر کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کے عملی اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں ملکوں کے تعلقات کو مضبوط تر بنا دے۔ اور دونوں کو اسلام کی حفظ و بقا کے لئے مل کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے

ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

سرخ نشان ×

اگر آپ کے پتہ کی چٹ پر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اس کار خیر کو باقاعدہ جاری رکھنے کے لئے مزید چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یا ہمیں آئندہ پرچہ بذریعہ V.P وی پی بھیجنے کی اجازت بخشیں اور وی پی وصول کرنا آپ کا فرض ہو گا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ

"زکریا اسعدی"

وہ ذاتِ محترم، وہ قافلہ سالارِ آزادی
وہ مہرِ حریت وہ گرمیٔ بازارِ آزادی

تعالیٰ اللہ وہ کانِ مصطفےٰ کا گوہرِ تاباں
ہے جسکی تابشوں سے دیدۂ خورشید بھی حیراں

تعالیٰ اللہ وہ جانِ عاشقانِ خواجۂ عالم
وہ نورِ دیدۂ وابستگانِ خواجۂ عالم

وہ سالارِ حرم کے آستانِ قدس کا درباں
وہ دریائے معارف کا شناور چشمۂ حیواں

وہ جس کو پرتوِ نورِ سعادت آفریں کہئے
وہ جس کو آسمانِ صدق کا مہرِ جبیں کہئے

وہ جس کے دل میں تھیں جوشِ عمل کی بجلیاں پنہاں
رگوں میں جسکی خونِ ہاشمی کی گرمیاں پنہاں

وہ جس کو پیکرِ اخلاقِ ختم الانبیاء کہئے!
وہ جس کو وارثِ عزمِ شہیدِ کربلا کہئے

وہ شیخ الہند محمود الحسنؒ کی آنکھ کا تارا،
وہ گردونِ سیادت کا ضیا افروز سیارہ

وہ جس کے فیض سے پیدا ہوئے احساساتِ آزادی
وہ جس کی ٹھوکروں سے جی اٹھے جذباتِ آزادی

سپہ سالارِ اعظم قائدِ مردانِ آزادی
امینِ حریت، روحِ فداکارانِ آزادی

وہ استبدادِ باطل کیلئے شمشیرِ فاروقی،
وہ جس کی حکمتیں ہیں مظہرِ تدبیرِ فاروقی

مطاعِ محترم، شیخِ مکرم، رہبرِ اکبر،
امانت جسکی آنکھوں میں تھے سیف اللہ کے تیور

غلامِ تاجدارِ عالمِ امکاں حسین احمدؒ
سریر آرائے اقلیمِ جواں مرداں حسین احمدؒ

(مرسلہ:- ایم عبد الرحمٰن صاحب لودیانوی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآن مجید کی متعدد صفات جو قرآن مجید ہی میں مذکور ہیں

اور

ان کی مختصر فہرست

پہلی

(ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ)

سورہ البقرہ رکوع ۱

ترجمہ۔ اس کتاب (قرآن مجید) (کے خدا تعالٰے کی طرف سے نازل ہونے) میں کوئی شک نہیں۔

مسلمانوں کے ذمہ اس دعوی کا ثابت

کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ مسلمان تو اللہ تعالٰے کے اس ارشاد پر بے سوچے سمجھے بھی دل سے مہر تصدیق لگائے گا۔ مگر جبکہ مسلمانوں کا دعوے ہے۔ کہ یہ قرآن مجید تمام اقوامِ عالم کے لئے پیغامِ ہدایت ہے۔ اس لئے غیر مسلم اقوام کے لئے اس کا (من جانب اللہ) دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

پہلی دلیل

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے۔

(وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بُلا لو۔ اگر تم سچّے ہو + (اس بہتان میں کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالٰے کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ ہے)

یہ چیلنج تمام باشندگانِ عرب کو دیا گیا تھا

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے دور میں باشندگانِ عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت سے آراستہ قادر کلامی پر بڑا ہی ناز تھا سبعہ معلقہ جو کلام عرب کے ادبی شاہکاروں کا ایک حیرت انگیز شاہکار سمجھا جاتا تھا ان سات قصیدوں کا مجموعہ (بلحاظ ایک روایت کے) خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کئے گئے تھے۔ کہ اس قسم کے فصیح و بلیغ قصیدے کوئی کہکر دکھائے۔

اِس لئے

اللہ جلّ شانہ، نے اپنی کتاب مقدس کی شان ظاہر کرنے کے لئے تمام فصحاء و بلغاء عرب کو چیلنج دیا۔ کہ قرآن مجید جیسی فصیح و بلیغ کلام ایک سورۃ کے برابر ہی مرتب کرکے لاؤ۔

چیلنج کی وسعت

ملاحظہ ہو۔ کہ اپنی حمایت میں زمین اور آسمان سے اپنے حمایتوں کو جمع کر لو۔ سوائے اللہ جل شانہ، کی ذات کے۔ کیونکہ ذاتِ خداوندی کا یہ فرمان تو ہمارا پیغمبر پیش کر ہی رہا ہے۔

باوجود اس کے

کسی کو ہمّت اور جُراءت نہ ہوئی کہ سب اکٹھے ہوکر بھی قرآن مجید کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت ہی مرتب کرکے پیش کر دیتے۔

کیونکہ

وہ جانتے تھے۔ کہ اگر ہم نے کوئی سورت بنا کر پیش بھی کر دی۔ تو مسلمان اس کے پرخچے اُڑائیں گے۔ بعد کی اس ذلت اور رسوائی سے بہتر یہی ہے۔ کہ خاموشی اختیار کریں۔

ان کی اس خاموشی

نے ان پر اتمام حجت کر دی۔ کہ جب تم دل میں جان چکے تھے کہ یہ معجزنما اللہ تعالٰے ہی کی کلامِ پاک ہے۔ جس طرح وہ خود بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ تو پھر خاموشی کی مہر توڑ کر کیوں علی الاعلان زبان سے اقرار نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے اس مقدس کتاب کو اپنا دستور العمل کیوں نہیں بنایا تھا۔

اس وقت اس کے سوا

ان کو اور کوئی جواب نہیں بن پڑے گا۔ (قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور

اس کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

اِس چیلنج کے بعد

نزول قرآن مجید کے دور کے باشندگان عرب پر یہ چیز واضح ہوگئی کہ یہ قرآن مجید واقعی اللہ تعالٰے ہی کی کلام ہے۔ اگر انسانی کلام ہوتی۔ تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کی جُراءت کرسکتے تھے۔

تمام عقلائے دُنیا کے سامنے

قرآنِ مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا ثبوت

زبان کی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قرآن مجید کا بے نظیر ہونا تو باشندگانِ عرب ہی سمجھ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ

زبان کے لطائف و خصائص کو سمجھنا اسی زبان کے بولنے والوں پر منحصر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شاعر پشتو میں اشعار پڑھے۔ تو اس سے جو لطف ایک افغان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی ہندوستانی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اُردو زبان میں کوئی ہندوستانی شاعر راحت رساں اور فرحت بخش اشعار پڑھے۔ تو جو لطف ایک ہندوستانی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی افغان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض اوقات شاعر کی نظم میں ایسے شعر آ جاتے ہیں کہ حاضرین اس کے بار بار پڑھنے کی ان الفاظ سے درخواست کرتے ہیں۔ قند مکرر۔ قند مکرر۔ اور ایسے شعروں کی لطافت کی داد دیتے ہوئے اس شعر پر اس انجمن یا جماعت کو (جس کا جلسہ ہو) کافی چندہ بھی ہو جاتا ہے۔ ہاں اس دلیل کے

علاوہ بھی قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا

ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں۔ دُنیوی[1] زندگی اور مرنے[2] کے بعد کی زندگی اور اخلاقی[3]۔ معاشرتی[4]۔ اقتصادی[5]۔ سیاسی[6] غرضکہ ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل دستور العمل موجود ہے۔ اس کے علاوہ تجرد[7] کی زندگی اور متاہلانہ[8] زندگی کے بہترین قواعد و ضوابط پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فیصلہ جات کے لئے عدالتوں[9] کی راہنمائی بھی موجود ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم دعوےٰ سے کہہ سکتے ہیں

کہ مذکورۃ الصدر عنوانات پر بولنے والی کوئی کتاب دُنیا کی سطح پر موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ دعوےٰ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ ہر ایک عنوان پر جو قرآن مجید نے راہ نمائی فرمائی ہے۔ اس کے اندر جو فوائد مضمر ہیں۔ ان کی نظیر بھی دُنیا کی سطح پر پائی نہیں جاتی۔

قرآن مجید کے فیصلہ جات انتہائی صداقت اور انصاف پر مبنی ہیں

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کون یہ دعوےٰ کر سکتا ہے

کہ قرآن مجید کے ارشادات حق و صداقت اور عدل و انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور ان ارشادات میں کسی قسم کی تبدیلی کی قیامت تک گنجائش نہیں ہے یہ دعوےٰ سوائے اللہ جل شانہٗ کے اور کون کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۹ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے + اس ارشاد کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی خواہ کتنا ہی بلند پایہ عالم یا مفکر یا سیاستدان ہو۔ یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ کہ میری رائے یا میرا فیصلہ یا میری تحقیق اس معاملہ میں آخری فیصلہ کن ہے۔ کیونکہ مذکور الصدر اعلان شاہنشاہی کی بناء پر کوئی عقلمند بھی اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں اس سے بڑھ کر کوئی انسان موجود ہو۔ جو اس سے زیادہ عقیل، فہیم اور دُور رس نگاہ رکھنے والا ہو

لہٰذا

تحریر سابق سے یہ ثابت ہُوا کہ قرآن مجید بیشک اللہ تعالےٰ ہی کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

اے مسلمان

آج سطح دُنیا پر یہ تیری ہی خوش قسمتی ہے۔ کہ تیرے مذہبی خزانے میں ایسے ایسے قیمتی جواہرات موجود ہیں۔ جو دُنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانے میں۔ پائے نہیں جاتے

بدنصیب ہے وہ شاہزادہ

جس کے خزانے میں اس قدر قیمتی ہیرے اور جواہرات موجود ہوں۔ جو ساری دُنیا کو خریدنا چاہے تو خرید کر سکتا ہو۔ اور اگر ایک ہیرا بھی ان میں سے فروخت کر کے قیمت وصول کر لے۔ تو اس کی ساری زندگی کی گزر اوقات نہایت ہی عمدہ طریقہ سے بسر ہو سکتی ہو۔ مگر وہ شاہزادہ آبائی خزانے کو دیکھنے ہی نہ پائے اور در در سے بھیک مانگ کر ٹکڑا کھائے اس شاہزادے سے بڑھ کر دُنیا میں اور کون ذلیل ہو سکتا ہے۔ فقط یہ خود ہی ذلیل نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے اسلاف کو بھی ان کی طرف اپنی نسبت کر کے ذلیل کریگا۔

اے موجودہ دور کے مسلمان

تیرا حال بلا مبالغہ اس بدنصیب شاہزادے کا سا ہے۔ اے مسلمان تیرا دعوےٰ تو یہ ہے۔ کہ خالق الخلق، مالک الملک۔ خدا تعالےٰ میرا دین اور دُنیا میں راہ نما ہے۔ اور اے مسلمان تُو اس مالکِ حقیقی کے ہدایت نامہ (قرآن مجید) کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے دروازہ سے تعلیم اور نظام سلطنت چلانے اور قوم اور ملک کو انتہائی ترقی کے معیار پر لے جانے کے لئے ہدایات اور راہنمائی کی بھیک مانگتا پھرتا ہے۔

اے مسلمان

تو اپنے اسلاف (صحابہ کرامؓ) کو دیکھ۔ کہ آیا یُورپ نے ان سے مملکت کے چلانے کے اصول و ضوابط سیکھتے تھے۔ یا صحابہ کرامؓ نے یُورپ سے جا کر سیکھے تھے۔ اے مسلمان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مبارک زمانہ میں ایران اور روم کی سلطنتیں منظم اور ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ پھر کیا عرب کے بدو نے جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے دل سے پڑھا۔ اور قرآن مجید کے پیش کردہ سانچہ میں اپنے کو ڈھالا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جینا اور اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمنانِ اسلام سے ٹکرانے کو نصب العین بنانے کے باعث جس میدان میں جاتے تھے۔ فتح کا سہرا اپنے سر بندھوا کر نہیں آتے تھے۔

اگر آج بھی

حفظ و بقائے اسلام کو مسلمانان پاکستان اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اور ذاتی مفاد کو خیرباد کہکر میدان میں آئیں۔ پھر دیکھئے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے دینِ حق کی حمایت کرنے والے مجاہدین کے لئے غیبی قوتیں نازل فرماتا ہے۔ اور کس طرح مجاہدینِ اسلام دشمنانِ اسلام کی فوجوں کو روندتے ہُوئے آگے بڑھتے ہیں۔

پاکستان کے قیامت تک زندہ تابندہ۔ پائندہ رہنے کے اصول قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اگر **جنرل محمد ایوب خان صاحب صدر مملکت پاکستان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر**

اسی تدبّر اور جرأت خداداد سے کام لیں جس سے انہوں نے پاکستان میں ایک عجیب انقلاب کرنے میں لیا ہے - تو پاکستان یقیناً ناقابلِ تسخیر پاکستان بن سکتا ہے - اور اگر ہماری نسلیں بھی ان اصول کی پابند رہینگی تو انشاء اللہ تعالےٰ ہمارا پاکستان قیامت تک زندہ رہیگا - اس کی تائید میں اللہ تعالےٰ کا ایک اعلان ملاحظہ ہو -

(اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط) سورہ رعد رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ - بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا - جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے - اس اعلان کا حاصل یہ نکلا - کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت، کو خود نہ بگاڑے تو اللہ تعالےٰ ان سے وہ نعمتیں نہیں چھینتا - جو اس نے اپنے فضل سے اس قوم کو دے رکھی ہیں - اسی لئے عرض کیا گیا ہے - کہ اگر باشندگانِ پاکستان اللہ تعالےٰ کے بتلائے ہوئے اصول (جو قرآن پاک میں مذکور ہیں) کو نہیں چھوڑیں گے تو اللہ تعالےٰ بھی ان سے مملکت پاکستان کی نعمت کو نہیں چھینیگے -

صدر مملکت پاکستان کی خدمتمیں پیشکش

اگر آپ پاکستانی فوج کے مندرجہ ذیل عہدہ داروں (جرنل - کرنل - لفٹیننٹ - جنرل - میجر جنرل) کو قرآن مجید کے ان اصول سے واقف کرنا چاہیں - تو میں اپنی خدمت بشرائط ذیل پیش کرتا ہوں -

میری ذات کے متعلق شرائط

(۱) اس خدمت کا حکومت سے معاوضہ نہیں لونگا -

(۲) چونکہ مجھے بائیں طرف بدن کے فالج کا اثر ہے - اس لئے لاہور یا کراچی میں اس خدمت کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں - جس مقام پر زیادہ سردی ہو وہاں جانے سے معذور ہوں -

(۳) بستر میرا اپنا ہوگا -

(۴) کھانا اپنی گرہ سے کھاؤں گا - اگر کسی فوجی مرکز میں قیام ہوگا تو فوجی لنگر سے نسبتاً کھانا کھاؤں گا -

(۵) چونکہ میں ۷۴ سال کا بوڑھا ہوں - اس لئے میرے ساتھ ایک خادم بھی رہیگا جس کے اخراجات بھی میرے ذمہ ہونگے -

(۶) فقط میری اور میرے خادم کی سواری کا انتظام حکومت کے ذمہ ہونگا -

(۷) ان اصول کے متعلق زبانی لکچر نہیں ہوں گے - بلکہ قرآن مجید اور احادیث کا لفظی ترجمہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی کتاب کے اندر سے پڑھاؤنگا جس طرح طالب العلم اُستاد سے پڑھتا ہے -

استفادہ کرنیوالے احباب کے متعلق شرائط

(۱) جن احباب کو قرآن مجید اور کتب حدیث سے ان مضامین کو پڑھنے کا دلی شوق ہو

(۲) پڑھانے کے بعد میں امتحان لیا کرونگا - تاکہ ان میں یہ استعداد پیدا ہو جائے کہ آئندہ ان مضامین کو دوسرے کے سامنے تقلیداً نہیں - بلکہ اپنی ذمہ داری سے قرآن مجید اور حدیث شریف سے نکال کر پیش کر سکیں -

ممنون ہونگا

اگر صدر مملکت پاکستان میری اس پیش کش کو منظور فرمالیں - تو میں ان کا تہ دل سے ممنون ہونگا -

اس چیز کا متعدّی اثر

یہ ہوگا کہ ان ذمہ دار افسروں کے ذریعہ سے مملکت پاکستان کے تمام فوجیوں کے دل نورِ قرآن سے منوّر ہو جائیں گے - اور پاکستان کی خدمت پاکستان میں اسلام کے زندہ - تابندہ اور پائندہ رہنے کے لئے کریں گے - جب یہ نیّت فوج کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر پاکستانی فوج کسی میدان میں ہرگز ہرگز شکست نہیں کھائے گی -

کیونکہ

اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے -

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝)

سورۂ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ - اے ایمان والو - اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے - وہ تمہاری مدد کرے گا - اور تمہارے قدم جمائے رکھیگا -

بالکل تازہ شہادت

محاذ کشمیر پر جو جنگ ۱۹۴۸ء میں ہوئی ہے - اس کا ایک واقعہ میرے ایک دوست نے مجھے سُنایا تھا - جو خود اس جنگ میں شریک تھے - اُنھوں نے بیان کیا - کہ ہماری پاکستانی فوج کا ایک دستہ دشمن (بھارت کی فوج) کے مقابلہ میں پہاڑوں کی ایک ایسی جگہ پہنچا - جہاں کسی صورت سے بھی راشن نہیں پہنچ سکتا تھا - وہ مجاہد درختوں کے پتّے اور بوٹیاں کھا کر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہے - بالآخر دشمن کی فوج شکست کھا کر چوکی سے بھاگ نکلی - اور اس چوکی پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا - اس دشمن کی فوج نے کہیں اپنے مرکز میں اطلاع کی ہوئی تھی - کہ ہمارے پاس راشن نہیں رہا - اور سردی سے بچنے کے لئے کمبل کافی نہیں ہیں -

خُدا کی مدد کا عجیب طریقہ

تھوڑی دیر گزری - کہ دشمن کے ہوائی جہاز آئے - اور اُوپر سے اس چوکی پر بسکٹوں کے ڈبے پھینکنے شروع کر دیئے - دشمن کی فوج تو بھاگ چکی تھی - مجاہدین نے بسکٹوں سے اپنی جھولیاں بھرلیں - پھر ان ہوائی جہازوں نے گرم کمبل پھینکنے شروع کئے - ہر مجاہد کو دو دو کمبل حصّے میں آئے - اے پاکستانی مجاہد - جب تو پاکستان یعنی اسلام کی حفاظت کے جذبے کے ماتحت میدان میں جائیگا تو اللہ تعالےٰ تیری اسی طرح پر غیبی امداد بھی فرمائے گا - اور تو فاتح ہوکر آئے گا - وما ذٰلک علی اللہ بعزیز -

پاکستان میں ۱۹۵۸ء کا انقلاب

جس کے باعث پاکستان کے دشمن عناصر تو نالاں ہیں - کہ ان کی لُٹ کھسوٹ اور حرام خوری کا دروازہ بند ہوگیا ہے - مگر پاکستان کے خیر خواہ حضرات صدر مملکت کے اس انقلابی اقدام کو مملکت پاکستان کے لئے ایک بہترین نیک فال خیال کرتے اور ان کی ہمتِ مردانہ اور جرأت خداداد پر مبارکباد دیتے ہیں - اور ان کے حق میں دل سے دُعا کرتے ہیں - کہ اللہ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور ان کے رفقائے کار کو اخلاص سے ان کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے - تاکہ ان حضرات کی متفقہ جد و جہد سے پاکستانیوں کا وہ وعدہ پُورا ہو جائے جو پاکستان

کے حصول وقت بطور نعرہ ظاہر کیا تھا۔ کہ پاکستان کا مقصد ہے۔ "لا الٰہ الا اللہ" جس کا حاصل یہ تھا۔ کہ پاکستان میں اللہ تعالےٰ کی حکومت ہوگی۔ جب حکومت اللہ تعالےٰ کی ہوگی تو اس کا قانون بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہوگا۔ کیونکہ دُنیا میں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہر بادشاہ کے مُلک میں قانون بھی وہی ہوتا ہے۔ جو بادشاہ کا اپنا منظور کردہ ہو۔ لہٰذا پاکستان کا قانون در اصل قرآن مجید ہی ہونا چاہیئے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ذمہ داران مملکت پاکستان کو اس فرض کے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو جائیں آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ تقریر فرمائی۔

اِصلاح تعلق باللہ کے دو۲ درجے

۱۔ ادنےٰ۔ ۲۔ اعلےٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بعد۔ عرض یہ ہے کہ ہمارا یہ اجتماع جو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر ہوتا ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد اصلاحِ تعلق باللہ۔ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ہمارا تعلق درست ہو جائے۔

اور یہی ہمارا اس جہان میں آنے کا امتحان ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (سورہ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹) ترجمہ۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ کونسے اعمال سوہنے ہیں؟ سوہنے اعمال وہ ہیں جو معبودِ حقیقی کو پسند آئیں۔ اُوْصِیْ نَفْسِیْ اَوَّلًا وَّاِیَّاکُمْ بَعْدَہٗ (ترجمہ۔ مَیں پہلے اپنے آپ سے اور اس کے بعد آپ سے کہتا ہوں کہ) ایسے اعمال کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اللہ تعالےٰ کی نظر میں سوہنے ہوں۔

ایک چیز ختم ہوگئی۔ اب دوسری چیز عرض کرتا ہوں۔ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ جس چیز کو یہ چاہتا ہے اور مقصود بالذات بناتا ہے۔ یہ اس کے اعلیٰ درجہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص تاجر ہے تو وہ چاہتا ہے کہ مَیں سب سے بڑا تاجر بن جاؤں۔ زمینداری کی طرف اس کا رُخ پھر جائے تو یہ چاہتا ہے کہ سب سے بڑا زمیندار مَیں ہی بن جاؤں۔ اگر علم کا سلسلہ ہے تو تعلیم جدید والا چاہتا ہے کہ کسی سکول کے معمولی استاد سے ترقی کر کے کسی کالج کا پہلے پروفیسر اور پھر پرنسپل بن جاؤں۔ تعلیم قدیم والا چاہتا ہے کہ مَیں سب سے بڑا عالم بن جاؤں۔ غرضیکہ جس طرف اس کا رُخ پھر جائے اس کے اعلےٰ درجہ پر پہنچنا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی طرح اصلاح تعلق باللہ کے بھی بہت سے درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کے اعلیٰ درجہ پر پہنچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایک درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت خوف سے کی جائے۔ یہ ادنےٰ درجہ ہے۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کو محبوب سمجھ کر اس کے احکام کی اطاعت کرے۔ دُنیا میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً بچّہ پہلے ماں باپ کی اطاعت ڈر سے کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر یہ کام نہ کیا تو امّاں مارے گی یا ابّا مارے گا۔ جب بڑا ہو جاتا ہے تو محبّت سے دونوں کی اطاعت کرتا ہے۔ اب یہ دونوں کو اپنا بزرگ سمجھتا ہے۔ اور اپنا محسن سمجھ کر ان کی اطاعت کرتا ہے۔ اسی طرح شاگرد اُستاد کی اطاعت پہلے ڈر سے کرتا ہے۔ جب بڑا ہو کر کسی عزّت کے عہدہ پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اُستاد کی قدر کرتا ہے۔ اور اس سے محبت سے ملتا ہے۔ اور اُستاد کی مار کو یاد کر کے خوش ہوتا ہے۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے۔ ع جورِ اُستاد بہ ز مہرِ پدر + انسان کی فطرت ہے کہ محسن کا ممنونِ احسان ہو کر اس کی اطاعت کرے۔ یہ جذبہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بلکہ درندوں میں بھی ہے۔ شیر درندہ ہے۔ بلّی تو کبوتر کو پھاڑتی ہے۔ لیکن شیر بھینسے اور بیل کو ہی پھاڑ کر کھاتا ہے۔ لیکن شیر بھی اپنے محسن کا ممنونِ احسان ہوتا ہے۔

چڑیا گھر میں جا کر یہ نظارہ دیکھئے کہ شیر کو جو گوشت کھلانے والا خادم ہوتا ہے شیر اگر لیٹا ہُوا ہو اور وہ خادم بُلائے تو اس کی آواز پر جھٹ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کے پاس آ جاتا ہے۔ وہ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ اور یہ خاموش کھڑا دُم ہلاتا رہتا ہے۔ گویا کہ یہ اپنے محسن کے احسان کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

اصلاح تعلق باللہ کا ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی اطاعت خوف سے کرے۔ نماز نہ پڑھی تو اللہ تعالےٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ روزے نہ رکھے تو دوزخ میں ڈالے گا۔ دوزخ کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی ط سورہ الاعلےٰ پارہ ۳۰ ترجمہ۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جیئے گا۔

حضور انورؐ دوزخ کی آگ کے متعلق فرماتے ہیں۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُکُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْءًا کُلُّھُنَّ مِثْلُ حَرِّھَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ سے ستّر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے (ان انہتّر حصّوں میں سے) ہر حصّہ اس کی (تمہاری آگ کی) گرمی کے برابر ہے) دوزخ کے ڈر سے جو اللہ تعالےٰ کے اوامر نواہی کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ بھی نجات پا جائے گا۔ اِس درجہ والوں کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ (وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝ فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ۝)

سورہ الدہر رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ تو خاص اللہ کے لئے نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے - اور نہ شکر گزاری - ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں - پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا -)

اعلیٰ درجہ کا ذکر اس آیت میں فرماتے ہیں

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ) سورہ البقرہ رکوع ۲۰ پارہ ۲

ترجمہ - اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبّت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے -

عبادت کا پُورا لطف بھی تب آتا ہے جب اللہ تعالےٰ محبوب ہو جائیں - یہ پہلے سے بلند درجہ ہے - حضورِ انور اللہ تعالےٰ کے محرم راز ہیں - آپ اس درجہ والوں کے متعلق اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان فرماتے ہیں - جو حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین -

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

(وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۞) سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ وحی ہے جو اس پر آتی ہے -

مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا - صرف اہل علم حضرات کے لئے اشارہ کر دیا ہے -

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالےٰ کے اعلےٰ تعالےٰ کے اعلےٰ درجہ والوں کے متعلق دو اعلانات ملاحظہ ہوں - یہ اُونچے درجہ کا نتیجہ ہے - جو قیامت کے دن ظاہر ہوگا -

پہلا اعلان

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ رواہ الکمالک وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ)

ترجمہ - معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے - کہا - مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا - کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ میری محبّت ان لوگوں کے لئے واجب ہو چکی - جو آپس میں میری وجہ سے محبّت کرتے ہیں اور جو میری وجہ سے آپس میں مل بیٹھتے ہیں - اور جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں - اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں - کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں - میرے جلال کے سبب جو لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں اُن کے لئے (آخرت میں) نور کے منبر ہونگے - اور انبیاءؑ اور شہداء ان پر رشک کرینگے -

دُوسرا اعلان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ - رواہ مسلم -

ترجمہ - ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبّت کرتے ہیں - آج مَیں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دُونگا - آج میرے سایہ کے سوا اور سایہ نہیں ہے -

یہ کتنا بلند مقام ہے - اللہ تعالےٰ یہ اعلان اس دن فرمائیں گے - جس دن کے متعلق حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں -

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ رواہ مسلم -

ترجمہ - مقداد رضؓ نے کہا - مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا - آپ نے فرمایا قیامت کے دن سُورج لوگوں کے قریب ہوگا - یہاں تک کہ ان سے ایک میل کی مقدار کی بلندی پر ہوگا - پھر لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے پسینے میں ہونگے - بعض ان میں سے ایسے ہونگے جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا - اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے جن کے گھٹنوں تک ہوگا - اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے - جن کی کمر تک ہوگا - اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے - جن کے مُنہ کے اندر لگام کی طرح ہوگا - اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے (لگام کی صورت دکھانے کے لئے اپنے مُنّہ کی طرف اشارہ فرمایا)

مَیں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ آپ دُنیا میں جس عقل سے کام لیتے ہیں - اگر اسی عقل سے دین کے معاملہ میں کام لینگے تو نجات ہو جائے گی - یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر فن میں کمال حاصل کرنے کے لئے اس فن کے با کمال کی صحبت میں مدت مدید تک رہنا پڑتا ہے - اگر ایک شخص اپنے بیٹے کو درزی بنانا چاہتا ہے تو وہ اس کو کسی ماہر درزی کی صحبت میں مدت مدید تک بٹھائے گا - اگر لوہار کا کام سکھانا چاہتا ہے تو کسی ماہر لوہار کے ہاں بھیجے گا - ہر فن کا با کمال اپنے شاگرد کو کچھ لفظی ہدایات دیتا ہے اور کچھ کر کے دکھلاتا ہے یہ دونوں باتیں ضروری ہیں - ہر فن میں یہی قاعدہ ہے -

اِدھر بھی یہی قاعدہ ہے - ادنےٰ درجہ حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کی جائے - اعلیٰ درجہ میں بھی یہی قاعدہ ہے - اس کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صحبت میں مدت مدید تک رہے - جن کو یہ درجہ حاصل ہے - ایک دفعہ مَیں چکوال جا رہا تھا - جس ڈبہ میں سوار تھا اس میں چند فوجی بھی تھے - اور ایک قوال بھی تھا - فوجیوں نے اس سے کچھ سُنانے کو کہا - تو اس نے ایک غزل شروع کی جس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

میرے مربی حضرت دین پوری رحؒ کی یہی حالت تھی - وہ ذرا ذرا سی بات پہ رو دیا کرتے تھے -

فارسی کا ایک اور شعر سُنئے - ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند
واز جُدائی ہا شکایت می کند

ترجمہ - جب بانسری اپنی حکایت بیان کرتی ہے - تو اس کو سنو - وہ اپنے اصل سے جُدا ہونے کی شکایت کرتی ہے -

کوئی اللہ والا کہتا ہے کہ بانسری جب بجتی ہے تو وہ در اصل اپنی جڑ سے کٹ جانے کی رو رو کر شکایت کرتی ہے -

کا عادی ہونا، تھیٹروں اور ناجائز مجامع میں جانا، رقص و سرود کی محفلوں میں شریک ہونا، راگ و باجے سُننا، ناچ دیکھنا اور دکھلانا وغیرہ (حقانی)

زنا کے پاس بھی مت پھٹکو یعنی اُس کی مبادی اور مقدمات سے بھی بچو۔ بلاشبہ وُہ فی نفسہ بھی بڑی بے حیائی کی بات ہے۔ اور باعتبار مفاسد کے بھی بُری راہ ہے۔ کیونکہ اس پر عداوتیں، فتنے اور تضیع نسب مرتب ہوتے ہیں۔

آپس کے معاملات میں اگرچہ حق تلفی کی لاکھوں صورتیں ہیں جن کا ظہور وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ مگر فساد، حق تلفی اور امن سوزی سرِشتہ ناجائز صنفی تعلقات کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کو جس چیز کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اُس کے حصول کا ہر طرح سے مشتاق بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور کوشش بھی زیادہ کرتا ہے۔ اور چونکہ طبعی میلان طرفین میں ہوتا ہے اس لئے بہت جلدی امن سوزی کا مظاہرہ ہو جاتا ہے۔ آدمی زمین کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ مگر زمین آدمی کے پاس پہنچنے کی مشتاق نہیں ہوتی۔ آدمی اکتساب مال کے ذرائع فراہم کرتا ہے مگر مال آدمی کی طرف نہیں دوڑتا نہ اُس کو کسی مالک کے قبضہ میں جانے کی تمنّا ہوتی ہے۔ مگر صنفی عواطف کی آگ دونوں طرف ایک جیسی لگی ہوتی ہے اگر عقل و دانش، مذہب، اور رسم و رواج کا پانی اس کو ٹھنڈا نہ کرتا رہے تو دُنیا کا امن بہت جلد سوختہ ہو جائے۔

خدا تعالےٰ سورۂ نور میں معاملات و تعلقات کی اصلاح کے قواعد بیان فرماتا ہے۔ اور چونکہ تمام سوشل بلکہ کیپیٹل اور اور پولیٹکل اصلاحات کی جڑ صنفی تعلقات کی اصلاح . . . . . . ہے۔ اس لئے سب سے پہلے زنا کے احکام بیان فرمائے۔

زنا کی خرابیاں اتنی واضح ہیں۔ جن کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اخلاق کی بربادی، معاشرت کی تباہی، تہذیب و شائستگی کی آبرو ریزی، صحتِ جسمانی کا نقصان، نسل کا اختلاط، اور قانونِ فطرت کی خلاف ورزی، زنا کے پیش پا اُفتادہ نتائج ہیں۔ زنا سے فقط دونوں زنا کار مرد و عورت ہی اپنی شخصیت وقار، خُلق، عزّت اور تہذیب کو برباد نہیں کرتے۔ بلکہ اگر یہ سلسلہ قائم رہے تو خاندان کے خاندان اور قوموں کی قومیں مختلف مصائب کا شکار ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جتنی سخت سزا زنا کی مقرر کی ہے کسی دوسرے اخلاقی یا ملکی جرم کی ایسی سنگین تعزیر مقرر نہیں کی۔ ہر ہوشمند کہہ سکتا ہے کہ جو لوگ امن عالم میں چنگاری ڈالتے ہوں۔ اُن کے وجود سے صفحۂ ہستی کو خالی کر دینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کُل اہل دُنیا کو سوختہ ہونے کی اجازت دی جائے۔

زنا کی اجازت ایک ایسی مردم آزاری اور تباہ کاری کی بنیاد ہے۔ جس کی مدافعت دُنیا کی کوئی جمہوری اور شخصی طاقت نہیں کر سکتی۔ اس لئے مناسب ہی یہی ہے کہ زنا کے بیج، زمین اور کاشتکار سب کو سوختہ کر دیا جائے۔ تاکہ آئندہ نہ مرض رہے نہ مریض، نہ بیماری دوسروں کو اُڑ کر لگے۔ اسلام نے اس خبیث جُرم کی سخت ترین سزا مقرر کی۔ شوہر دار اور غیر شوہر دار عورت، آزاد اور باندی، مُحصن اور غیر مُحصن سب کے احکام جُدا جُدا بیان کئے۔ اور ایسا جامع قانون بنا دیا جس میں ترمیم کی گنجائش نہیں (کنوارے کے لئے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لئے سنگساری)

زنا آنکھ کا بھی ہوتا ہے، کان کا بھی، ہاتھ اور پاؤں کا بھی، تخیّل اور تفکّر کا بھی اور خصوصیاتِ صنفی کی تکمیل کا بھی، مثلاً غیر محرم کو قصداً دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔ حُسن و جمال فحش تذکرے قصداً سُننا کان کا زنا۔ کسی سے زنا کی تدبیر سوچنی، دماغ کو راغب کرنا، زنا کا پختہ ارادہ کر لینا، پاؤں سے چل کر زنا کے لئے جانا یا ہاتھ سے کسی اجنبیہ کو بارادہ زنا چھُونا، سب زنا کے حکم میں داخل ہیں۔ مگر شرعی مقررہ سزا علاوہ فعل مخصوص کے اور کسی قسم کے زنا سے متعلق نہیں نہ اُن کو حقیقی زنا کہہ سکتے ہیں۔ ہاں مقدمات زنا ضرور ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو شخص کسی اجنبی عورت سے خلوت کرتا ہے۔ تو اُن میں تیسرا شیطان داخل ہوتا ہے۔

(۲) حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن عورتوں کے شوہر موجود نہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ کیونکہ شیطان تم میں خون کی طرح رواں ہے۔

(۳) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو مسلمان کسی خوبصورت عورت کو اوّل مرتبہ دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے واسطے ایسی عبادت پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے اُس کو لذّت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

(۴) حضرت بُریدہؓ کہتے ہیں۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ کیونکہ تمہاری پہلی نظر مجبوری کی ہوگی۔ لیکن دوسری نظر تمہارے واسطے جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) میری ضمانت میں دیدے۔ میں اُس کے لئے جنّت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص زبان و شرمگاہ کو خلاف شرع استعمال نہ کریگا۔ جنّت میں جائے گا۔ (از مشکوٰۃ)

(۵) حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس قوم میں زنا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس میں قحط نازل فرماتا ہے اور جس قوم میں رشوت خوری شروع ہوتی ہے تو اُن پر خوف مسلّط کر دیا جاتا ہے۔

(۶) حضرت عمر بن عاصؓ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو شخص مرد یا عورت کی دُبر میں یہ کام کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی جانب رحمت کی نظر نہیں کرے گا۔

(۷) حضرت اسامہ ابن زیدؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مردوں کو فتنہ میں ڈالنے والی چیز عورتیں ہی چھوڑی ہیں۔ یعنی یہ فتنہ پردازی کی جڑ ہیں۔

(۸) حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی عقد کر لیتا ہے۔ تو نصف دین کامل کر لیتا ہے۔ لیکن اس کو باقی نصف میں اتقا اختیار کرنا چاہیئے۔

اسلام نے جو تعدّد ازدواج کی اجازت

دی ہے اس میں جہاں اور بہت سی شخصی اور اجتماعی مصلحتیں ہیں - وہاں اس کے اندر ایک بہت بڑی مصلحت معاشرہ کے اخلاقی تحفظ کی بھی ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ اسلام نے عفت و عصمت کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی ہے - اور اس مقصد کے لئے بڑے سخت قوانین بنائے ہیں - زنا ایک ایسا جرم ہے جس کا اسلامی معاشرہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا -

جو مرد یا عورت زنا کی شنیع عادت میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے اس کا تعلق ازدواج و ہمبستری قائم کیا جائے - ان کی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار و تباہ حال مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک یا مشرکہ سے ان کا تعلق ہو -

زنا مومنین پر حرام ہے ایک مومن، مومن رہتے ہوئے یہ حرکت کیسے کریگا -

زنا سے بچنے کی ہدایات

(۱) بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے - اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے - قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا - یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں - اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں - اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہوسکتا ہے - چونکہ پہلی مرتبہ دفعتاً جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے - ازراہ شہوت و نفسانیت نہیں ہوتی - اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے -

(۲) عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے کسی کے سامنے جائز نہیں - ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے - اور اس کے ظہور کو بہ سبب عدم قدرت روک نہیں سکتی - اس کے بمجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں -

پہلے جو حرکات ہو چکیں اُن سے توبہ کرو - اور آئندہ کے لئے ہر مرد اور عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیئے - اس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے -

(۳) عورتیں اپنے گھروں میں وقار سے رہیں - اپنے حُسن و آرائش کی نمائش نہ کرتی پھریں - جس طرح زمانۂ جاہلیت میں عورتیں کیا کرتی تھیں - گھروں سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اُوپر ایک چادر ڈال کر نکلا کریں - اور بجنے والے زیور پہن کر باہر نہ نکلا کریں - گھروں کے اندر بھی محرم مردوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان امتیاز کریں - نبی اکرمؐ نے عورتوں کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ گھر کے باہر خوشبو لگا کر نکلیں - مسجد کے اندر نماز باجماعت میں آپ نے عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ جگہ مقرر فرمائی - اور اس بات کی اجازت نہ دی کہ عورت اور مرد مل جل کر ایک صف میں نماز پڑھیں - نماز سے فارغ ہو کر آپ اور سب مرد اُس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک عورتیں نہ چلی جاتیں - سورۂ نور اور سورۂ احزاب میں یہ احکام درج ہیں -

مسئلہ استیذان

(۴) اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے کے گھر میں یونہی بغیر اطلاع دیئے ہُوئے داخل نہیں ہونا چاہیئے - کیا معلوم وہ کس حال میں ہو - اور اُس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں - لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دیکر اجازت حاصل کرے - حدیث میں ہے کہ تین بار سلام کرے اور اجازت داخل ہونے کی لے - اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے -

(۵) جاہلیت میں عورتیں اوڑھنی سر پر ڈال کر اُس کے دونوں پلّے پشت پر لٹکا لیتی تھیں - اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی - یہ گویا حُسن کا مظاہرہ تھا - قرآن کریم نے بتلا دیا - کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہیئے - تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پُوری طرح چھپا رہے -

(۶) نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی - کہ وُہ آنکھیں لڑایا کریں - اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں - اسی لئے غضِ بصر کا حکم مومنوں کو سنا دیا گیا ہے -

اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں - اس بد اخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا ہے - اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھیریں - اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حُسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں -

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو - درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں - حقیقت میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت ہی میں حقیقی کامیابی کا راز چھپا ہُوا ہے - جس نے یہ راستہ اختیار کیا وُہ مراد کو پہنچ گیا -

حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے بار بار قرآنِ مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی شرمگاہوں کو تھامے رکھیں - مگر اپنی منکوحہ عورت کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا نہ ڈھونڈھیں - اس حکم میں زنا - لواطت اور استمنا بالید وغیرہ سب صورتیں آگئیں -

سورہ فرقان میں اللہ تعالےٰ نے عبادُ الرحمٰن کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے -

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانو! اگر تم میں مصارف برداشت کرنے کی طاقت ہو تو نکاح کرو - کیونکہ یہ آنکھوں کو نیچا کرنے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے - اور جس شخص میں اس کی قوّت نہ ہو - تو اس کو روزہ رکھنا چاہیئے - کیونکہ روزہ رکھنا اس کے خصی کرنے کے مانند ہے -

اے تہذیبِ جدید کے دلدادہ مسلمان ہوشیار ہو - اور جلد ہوشیار ہو - تیری ترقی صرف اسی میں ہے کہ اسلام اور ہادیِ اسلام کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم پر بہ عُجلت گامزن ہو - سُن اور گوشِ ہوش سے سُن - حضور سیّد الکونین محبوب ربّ المشرقین والمغربین نے اب سے پونے چودہ سو سال پیشتر جو تجھے پیام دیا ہے وُہی اس عہدِ لادینیّت میں

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب آہنگر بی۔اے بی ٹی گھڑیال کلاں)

قسط نمبر ۱۰

جاوید۔ مولوی عبدالرشید کی روزانہ گفتگو نے ہمارے نظریات میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اب دل چاہتا ہے۔ کہ اولین فرصت میں کسی جیّد عالم کی شاگردی میں قرآنِ حکیم کو سمجھا جائے۔

سعید۔ جاوید صاحب! مجھ جیسا سنیما کا شیدائی اور راگ رنگ کا دلدادہ بھلا نماز کا عادی ہوسکتا ہے؟ میں بڑا حیران ہوں کہ مولوی عبدالرشید کی صحبت میں مجھ کو نماز کا شوق ہو رہا ہے۔ کل فجر کی نماز نہ پڑھی گئی، تو سُورج نکلنے پر پڑھی۔ بڑی ہمشیرہ نے جو سورج چڑھے مجھ کو مصلّے پر دیکھا تو بے اختیار ہنس پڑیں۔

اختر۔ میں مولوی عبدالرشید کے اخلاق کا بڑا مدّاح ہوں۔ اور یقیناً آپ بھی اس حقیقت کے معترف ہونگے۔ کہ اُن کی طبیعت میں بڑی [illegible] اور بُرد باری پائی جاتی ہے۔ کیسا بھی اعتراض کیا جائے۔ نہ تو گھبراتے ہیں اور نہ ہی بگڑتے ہیں۔

جاوید۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اُن کی باتوں سے دن بدن مستفیض ہو رہے ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ گریجوایٹ ہونے کے باوجود اللہ کے بندے کو قرآنِ پاک بیان کرنے میں خاصی مہارت حاصل ہے۔

سعید۔ اچھا آج کونسی بحث چھیڑنی چاہیئے۔

مسعود۔ قرآنِ مجید کی آیات سن کر طبیعت میں بڑا سرور پیدا ہوتا ہے۔

جاوید۔ الہامی کلام کا دلوں پر اثر کرنا مسلمات میں سے ہے۔ خیر میں آج قیامت اور اعمال نامے کی بحث چھیڑونگا۔

(ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی ہیں کہ مولوی عبدالرشید صاحب بھی تشریف لے آئے)

جاوید۔ مولوی صاحب آج آپ بڑی انتظار کے بعد آئے۔

مولوی عبدالرشید۔ السلام علیکم!

حاضرین۔ وعلیکم السلام۔

اختر۔ مولوی صاحب! آج آپ جاوید نامہ کیوں نہیں لائے؟

جاوید۔ اختر صاحب! ٹھہریئے۔ میں آج ایک نئی بات پوچھنے والا ہوں۔ بھلا مولوی صاحب! وہ اعمال نامہ کیا ہوتا ہے۔ جس کا آپ کبھی کبھی ذکر کرتے ہیں۔

مولوی عبدالرشید۔ (مُسکرا کر) ہمارے شام و سحر کا چِٹھا۔

جاوید۔ مولوی صاحب! آپ مجھ پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں تو میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہر شخص کو نیکی و بدی کا ثمرہ اِس دُنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اور بس۔

مولوی عبدالرشید۔ ذرا اور بس کی تشریح کیجئے گا۔

جاوید۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نیک لوگ دُنیا میں عزت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور بُرے لوگ ذلت و رسوائی کا ہی شکار رہتے ہیں۔ دُنیا عالمِ مکافات ہے۔ لہٰذا اس میں ہمارے اعمال کے مطابق ہماری زندگی کی شکلیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ مرنے کے بعد یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔

مولوی عبدالرشید۔ اچھا! آپ کے خیال میں جنّت و دوزخ۔ حشر و نشر اور اعمال نامے کے عقائد بے معنی چیزیں ہیں؟

جاوید۔ مولوی صاحب! میں وہ جاوید نہیں ہوں۔ جس نے پہلے دن آپ سے "ضرورتِ مذہب" پر بحث کی تھی۔ یعنی مجھ کو کُلّیتہً مذہب ہی سے انکار تھا۔ مگر خدائے قدّوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میں اب ایک تبدیل شدہ آدمی ہوں۔ مذہب کو ہر چیز سے ضروری سمجھتا ہوں۔ مگر مرنے کے بعد جن چیزوں کا ذکر عام مولویوں سے سُنا جاتا ہے۔ ان کے ماننے میں مجھے تردّد ضرور ہے۔ کیا قرآنِ حکیم میں ایسی آیات موجود ہیں۔ جن سے آپ یہ ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ ہمارے اعمال نامے کسی غائبانہ نظام کے ماتحت مرتب ہو رہے ہیں۔ اور کسی دن یقیناً ہماری باز پُرس ہوگی؟

مسعود۔ جاوید صاحب! مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ یہ کچھ ایسی ہی باتیں ہیں۔

مولوی عبدالرشید۔ ہوں۔ ہوں مسعود صاحب! یہ کچھ ایسی باتیں نہیں ہیں۔ جن کو میں عقلی دلائل سے ثابت کرتا رہوں۔ کیونکہ قرآن مجید ان شواہد سے بھرا پڑا ہے۔ اور توحید و رسالت کے اقرار کے بعد قیامت کا عقیدہ ایک بُنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

(یہ کہکر اُٹھتے ہیں۔ اور گھر سے قرآن پاک لے کر واپس آ جاتے ہیں)

مسعود! بس ٹھیک ہے۔ ہمارے شکوک کا اصلی حل یہی ہے۔ کہ کتاب اللہ سے دلائل پیش کئے جائیں تاکہ کسی کو مجالِ انکار نہ ہو۔

مولوی عبدالرشید! باز پرس کا عقیدہ ایک ایسا مہتم بالشان عقیدہ ہے کہ تمام نیکیوں کا انحصار اور تمام تر تقویٰ کی ترغیب اسی کی برکت سے ہے۔ اگر ہم مرنے کے بعد جزا و سزا کا خیال ہی چھوڑ دیں۔ تو ساری کائنات انسانی جرائم کا ایک جہنم کدہ بن جائے فقط باز پرس کے خوف سے ہماری رُوحیں سہمی رہتی ہیں۔ اور اس عقیدہ کی وجہ سے ہم ہر طرح کی بُرائی سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ خیر میں کسی تمہید کے بغیر ہی آپ کی توجہ اُن آیات کی طرف دلاتا ہوں جن میں اعمال نامے اور قیامت کے حالات موجود ہیں۔ اگرچہ قرآنِ عزیز کے تقریباً تمام پاروں میں قیامت کا حال مذکور ہے۔ مگر میں صرف چند مقامات ہی پیش کرونگا۔ جن سے آپ پر انشاء اللہ تعالیٰ یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عمل حیات ضبطِ تحریر میں لایا جا رہا ہے۔ اور ہر بالغ و عاقل مرنے کے بعد اپنے کردار کا خدائے دو جہاں کے دربار میں جوابدہ ہوگا۔

سعید - مولوی صاحب! آج آپ ایک بڑا دعوےٰ کر رہے ہیں۔

مولوی عبدالرشید - سعید صاحب! خدائے قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ آپ کے اس چھوٹے سے جملے میں حقیقت کے لاکھوں خزائن محفوظ ہیں۔ آپ نے سچ کہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار۔ وحیِ الٰہی کا اثبات۔ اور پھر قیامت کے عقیدہ کا بنی آدم کو قائل کرنا ازبسکہ مشکل ہے۔ کیونکہ انسان کے الدالخصام ہونے پر قرآن بھی شاہد ہے۔ یہ موشگافیوں کا عادی یہ مشاہدہ و تجربہ کا دلدادہ اور یہ کج فطرت انسان بھلا "بعث بعدالموت" کو کس طرح مانتا! مگر خدائے ذوالمنن کا احسان و امتنان ہے۔ کہ اس نے انبیاء کرام کو معجزات کی توفیق دیکر مختلف وقتوں میں مختلف قوموں کے پاس بھیجا۔ پیغمبرانِ وقت نے اپنے حسنِ کردار اور اعجاز کے زور سے انسانی اٹکل پچّوؤں اور ظنونِ باطلہ کو شکست دی۔ جب اُن کے دل و دماغ عاجز رہ گئے۔ تو اُن کو حقیقت کے ماننے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ ہاں بعض قوموں میں ایسی سعید رُوحیں بھی موجود تھیں۔ جنہوں نے اپنی فطرت کی صلاحیت کی بناء پر پیغمبرِ وقت کو فوراً ہی مامور من اللہ تسلیم کر لیا۔ قیامت کے عقیدے کا منکرِ قرآن کو قائل کرنا۔ تو فی الواقع بڑا ہی مشکل کام ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے سینوں میں قرآنِ حکیم کی صداقت کا نور چمک اُٹھا ہو۔ اور وہ دولتِ ایمان سے بہرہ اندوز ہو چکے ہوں۔ اُن کے سامنے صرف آیاتِ الٰہی کا پیش کر دینا ہی کافی ہے۔

اختر - ہاں - ہاں - مولوی صاحب - بالکل ٹھیک ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ ہم تو قرآن مجید کے ہر حرف کو سچّا مانتے ہیں۔ اور پھر کل جاوید نامے کے اشعار نے ہمارے دلوں میں قرآن کی عظمت کو اور بھی مرتسم کر دیا ہے۔

مولوی عبدالرشید - سُنئے یہ سورہ جاثیہ ہے۔ (اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ٥)

ترجمہ - کیا جن کج فہموں نے دُنیا میں بُرائیاں ہی بُرائیاں کی ہیں - وُہ اس زعمِ باطل میں گرفتار ہیں - کہ ہم اُن کی زندگی اور موت کی کیفیات کو اُن کی طرح کر دیں گے - جنہوں نے ایمان کی دولت حاصل کی اور نیک اعمال کئے - یہ تو سراسر باطل دعوے کر رہے ہیں) اس آیۂ شریفہ میں بد فطرت انسانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے متنبہ کیا گیا ہے - کہ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نیکوکار لوگوں کی زندگی سے متفاوت ہے - اور مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کا سلوک بھی اُن کے ساتھ اُن کی بد اعمالی کے مطابق ہی ہوگا - دو آیتوں کے بعد اُن لوگوں کا بے بنیاد دعوےٰ پیش کیا ہے۔ جو حیات و ممات کو خدائے کریم کے اختیار اور اذن کی طرف منسوب نہیں کرتے - بلکہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے بھی منکر ہیں - وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ - وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ - اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ - (اور کہتے ہیں کہ دُنیا کی زندگی میں جینا اور مرنا فقط زمانے کی گردش کا نتیجہ ہے - حالانکہ اس حقیقت سے کُلّیۃً بے خبر ہیں - اور اُن کا یہ کہنا فقط قیاس آرائی ہے -

سعید - مولوی صاحب! کیا اُس وقت کے انبیاء کرام اور علمائے ربّانی نے اُن کو احکامِ الٰہی نہیں سُنائے تھے؟

عبدالرشید - سُنئے - وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اور جب اُن کو منکرینِ قیامت کے سامنے اللہ تعالےٰ کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تو اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ لیکن کھسیانے ہو کر اور اپنی پچ پر قائم رہتے ہوئے کہنے لگتے ہیں - کہ اگر تم بعث بعدالموت کے عقیدے میں سچّے ہو تو ہمارے مرے ہوئے آباو اجداد کو زندہ کر کے ہمارے سامنے حاضر کرو۔

مسعود - بڑے واہیات لوگ تھے - کہ پیغمبرانِ وقت کی مبارک پند و نصائح سے متمتع نہ ہو سکے - بلکہ اُلٹا کج بحثیوں میں پڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے محروم رہے۔

جاوید - مولوی صاحب! کیا مکّہ والوں نے بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایسے ایسے لایعنی دلائل پیش کئے؟

مولوی عبدالرشید - کیوں نہیں، سُنئے۔ جب ایسی باتیں مکّہ والوں نے آپؐ کے حضور میں پیش کرنا شروع کیں۔ تو پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا۔ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ٥ (یا رسول اللہ ارشاد فرما دیجئے کہ اللہ تبارک تعالےٰ ہی تم کو زندگی کی نعمت عطا کرتا ہے۔ اور اُسی کے حکم سے تم پر موت وارد ہوگی۔ اور پھر قیامت کے دن تم کو اکٹھا کیا جائے گا۔ وہ دن ضرور واقع ہونے والا ہے لیکن اکثر لوگ بدنصیبی سے اس کو نہیں جانتے۔

حاضرین - ہاں سب کو خدا تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اور اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔

مولوی عبدالرشید - حضرات! دیکھا۔ کہ قرآنی آیات کی تشریح و توضیح کے بغیر ہی پتہ چلتا ہے کہ حیات و ممات کا سارا سلسلہ۔ حشر و نشر کا تمام انصرام اور جزا و سزا کا مکمل اختیار فقط اللہ تعالےٰ کی ذاتِ ستودہ صفات کو ہی زیبا ہے۔ غیر کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب قابلِ غور یہ امر ہے کہ جب زندگی اور موت خدائے برتر کے ہاتھ میں ہے تو اپنی متاعِ حیات کو اُسی کی محبت میں کیوں قربان نہ کر دیں۔ اپنی تضرّع و زاری۔ اپنی التجائیں۔ اپنی تذلّل و انکساری کو اُسی کی چوکھٹ کے لئے کیوں مختص نہ کر دیں۔ ہر چیز جو عارضی طور پر ہماری ملکیّت بنائی گئی ہے۔ اُس کے عشق میں لٹا کر بھی بقول غالبؔ اس حقیقت کا اعتراف کریں۔ ؎

جان دی۔ دی ہُوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہُوا

سورہ ملک میں ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (پروردگارِ ارض و سما نے زندگی اور موت کے نظام کو اس لئے قائم فرمایا ہے۔ تاکہ

باقی صفحہ ۲۰ پر

حُسنِ سلوک

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا۔ اس وقت میری کافر والدہ (مکّہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ) آئیں۔ مَیں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری والدہ (میری اعانت کی) طالب بن کر آئی ہیں۔ ان کی اعانت کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں ان کی اعانت کرو (مشکوٰۃ)

ابتداء زمانہ میں کفار کی طرف سے مسلمانوں پر جس قدر مظالم ہوئے۔ وُہ بیان سے باہر ہیں۔ تاریخ کی کتابیں ان سے پُر ہیں۔ حتّٰی کہ مسلمانوں کو مجبور ہوکر مکّہ مکرمہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد بھی مشرکین کی طرف سے ہر طریقہ سے لڑائی اور ایذا رسانی کا سلسلہ جاری رہا۔ حضورؐ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ محض عمرہ کرنے کی نیّت سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کافروں نے مکّہ میں داخل بھی نہ ہونے دیا۔ باہر ہی سے واپس ہونا پڑا۔ لیکن اس وقت آپس میں ایک معاہدہ چند سال کے لئے ہوگیا تھا۔ جس میں چند سال کے لئے کچھ شرائط پر آپس میں لڑائی نہ ہونے کا فیصلہ ہُوا تھا۔ اسی معاہدہ کی طرف حضرت اسماء نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا۔ کہ جس زمانہ میں قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اُس معاہدہ کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ کی ایک بیوی جو حضرت اسماء کی والدہ تھیں اور مسلمان نہیں ہُوئی تھیں اپنی بیٹی حضرت اسماء کے پاس کچھ اعانت کی خواہش لے کر گئیں۔ چونکہ وُہ مُشرک تھیں۔ اس لئے حضرت اسماءؓ کو اشکال پیش آیا۔ کہ ان کی اعانت کی جائے یا نہیں۔ اس لئے حضورؐ سے دریافت کیا حضورؐ نے اعانت کا حکم فرمایا۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس قصّہ سے معلوم ہُوا کہ کافر رشتہ داروں کی صلہ رحمی بھی مال سے ضروری ہے۔ جیسا کہ مسلمان رشتہ داروں کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی قصّہ میں قرآن پاک کی آیت لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○)

سورہ المُمتحنہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

نازل ہوئی (فتح الباری) جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارہ میں نہیں لڑتے اور تم کو تمہارے گھروں سے اُنھوں نے نہیں نکالا۔ اللہ تعالےٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مُراد وُہ کافر ہیں جو ذمی یا مصالح ہوں یعنی محسنانہ برتاؤ ان سے جائز ہے۔ اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرمایا۔ پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے۔ یعنی ان کی ذمیت یا مصالحت کے اعتبار سے انصاف اسی کو متقاضی ہے کہ ان کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جائے۔ ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے (بیان القرآن) حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قیلہ یا قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے۔ چونکہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ کچھ گھی، پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماء کے پاس گئیں۔ انہوں نے ان کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اور اپنی علاتی ہمشیرہ حضرت عائشہؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آدمی بھیجا کہ حضورؐ سے دریافت کرکے اطلاع دیں۔ حضورؐ نے اجازت فرمادی اور یہ آیت شریفہ اسی قصّہ میں نازل ہُوئی۔ (فتح در منثور)

یہ ان حضرات کی دین پر پختگی اور قابلِ رشک جذبہ تھا۔ کہ ماں گھر پر آئی ہے اور محض بیٹی سے ملنے کے واسطے آئی ہے۔ حضرت اسماءؓ نے مسئلہ تحقیق کرنے کے لئے آدمی دوڑا دیا۔ کہ مَیں اپنی ماں کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے سکتی ہوں یا نہیں۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہُوا ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ غیر مسلموں پر صدقہ کرنا ابتدا میں پسند نہیں کرتے تھے۔ جس پر حق تعالےٰ شانہٗ نے آیت شریفہ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ ط الآیہ (بقرہ رکوع ۳۷) نازل فرمائی کہ آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں ہے۔ یہ تو خُدا تعالےٰ کا کام ہے۔ جس کو چاہیں ہدایت پر لائیں۔ جو کچھ تم (خیرات وغیرہ) خرچ کرتے ہو۔ اپنے نفع کے واسطے کرتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی کے علاوہ کسی اور فائدہ کی غرض سے نہیں کرتے۔ یعنی تم تو صدقہ وغیرہ اللہ تعالےٰ شانہٗ کی رضا کے واسطے کرتے ہو۔ اس میں ہر حاجتمند داخل ہے۔ کافر ہو یا مسلمان۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے کافر رشتہ داروں پر احسان کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ تاکہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے اس بارہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے استفسار کیا۔ اس پر یہ آیت شریفہ لیس علیک ھداھم نازل ہُوئی۔

اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہُوا ہے (در منثور)

امام غزالیؒ نے لکھا ہے۔ کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپ کا مہمان بننے کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری مہمانی کو قبول کرتا ہوں۔ وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم تم ایک رات کا کھانا تبدیلی مذہب بغیر نہ کھلا سکے۔ ہم ستّر برس اس کے کفر کے باوجود اس کو کھانا دے رہے ہیں۔ ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے تو کیا مضائقہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی تلاش میں دوڑنے لگے۔ وہ مل گیا۔ اس کو اپنے ساتھ واپس لائے۔ اور اس کو کھانا کھلایا۔ اُس مجوسی نے پوچھا کہ کیا بات پیش آئی۔ کہ تم خود مجھے تلاش کرنے نکلے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی کا قصّہ سُنایا۔ وہ مجوسی کہنے لگا۔ اُس کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے تو مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ اور اسی وقت مسلمان ہوگیا۔ (احیاء)

ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ جن میں کسی شخص کو کوئی گنجائش نہیں۔

۱۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

فضائلِ اسلام

(از جناب قاضی عبدالحفیظ صاحب مبارک پوری ٹیچر کالونی مڈل سکول رحیم یار خاں)

۵ سے کسی مذہب کی منت کش اگر عقلِ سلیم
ہے وہ مذہب مذہب اسلام باللہ العظیم

برادرانِ اسلام! مَیں اس مذہب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جو سب سے اعلےٰ، ارفع، اکمل اور افضل ہے۔ جس کے بالمقابل موجودہ جمیع مذاہب و ادیان ہیچ ہیں۔ مَیں اُس مذہب عظیم کے متعلق معروضات تحریر کر رہا ہوں جس کا نام **مذہب اسلام** ہے۔ مذہبِ اسلام ہی مکمل و کامل ہے۔ اور انسان صرف اسی مذہبِ حق کے اندر رہ کر بہترین زندگی بسر کر سکتا ہے۔ مذہب اسلام کے بانی حضورِ پُر نور، فخرِ موجودات، خاتم النبیّین، شفیع المذنبین، سرورِ عالم آقائے نامدار تھے۔ حضور سرورِ کائنات کی تعلیمات کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

مذہب اسلام ایک ایسا سچا، صحیح اور کامل مذہب ہے۔ جس نے نوع انسانی کو علمی اور عملی کمال کی حد تک پہنچا دیا ہے۔ اور اُن اسرارِ مکتوم سے آگاہ کیا ہے جس سے عقولِ انسانی آگاہ نہ تھیں۔ اسی عدیم المثل مذہب نے انسان کو حقیقی طور پر صحیح تہذیب اور اخلاق سے آگاہ کیا ہے۔ اس مذہب نے نجاتِ آخروی کا صحیح اور درست طریقہ بتایا ہے۔

اسلام کا مطالعہ نبی کریم صَلّی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ ہے۔

اسلام کیا ہے؟

۱ - اسلام وہ سیدھا سادہ دین ہے۔ جس کی عام فہم تعلیم ہر ایک کی سمجھ میں باسانی آ جاتی ہے۔

۲ - اسلام ایک صحیح اور مطابقِ فطرت پاکیزہ دین ہے۔

۳ - اسلام وہ دین ہے جو انسان کی سرشت کو بیان کرتا ہے۔ اور ایسے اصول بتاتا ہے جن میں تبدیلی ممکن نہیں۔

۴ - اسلام اللہ کا آخری پیغام ہے۔

۵ - اسلام وہ دین ہے جو انسان کو تہذیب نفس کا صحیح طریقہ سمجھاتا ہے۔

۶ - اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں رنگ و رُوپ یا کوئی قومی تفوق کسی کو کسی پر نہیں ہے۔

۷ - اسلام ہی وہ دین ہے۔ جو لازماً پنجگانہ عبادت روزانہ کو اہم ترین فریضہ ٹھہراتا ہے۔ جس کی مثال اور کسی مذہب میں نہیں۔

۸ - اسلام ہی وہ دین ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ تمام اقوام کو متحد و متفق بنا کر اُن میں مساوات پیدا کرے۔

۹ - دُنیاوی زندگی میں اسلام جن اعمال کا حکم دیتا ہے اُن کی مختصر کیفیت یہ ہے:-

(ا) **کلمۂ شہادت** - وہ معاہدہ ہے جو اطاعتِ الٰہی کی تعلیم دیتا ہے۔

(ب) **نماز** - وہ عمل ہے جو پاکیزگی اور طہارت اور پابندیٔ اوقات کے ساتھ ساتھ اخوّت، موانست، مساوات، اتحاد، اتّفاق اور ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کی تعظیم و تکریم کا طریقہ سکھلاتا ہے۔

(ج) **روزہ** - وہ عمل ہے جو تقوےٰ، نفس کشی اور جفاکشی کی تعلیم دیتا ہے۔ خواہشات نفسانی کو خالق و مالک کی خوشنودی پر نثار کر دینا۔ اپنی پیاری چیزوں کو حکمِ الٰہی کے سامنے چھوڑ دینا، مشیّتِ ایزدی کے مطابق عمل کرنا اور شکم کی بے بنا غلامی سے آزادی اختیار کراتا ہے۔

(د) **زکوٰۃ** - صاحبِ زکوٰۃ ایک ایسا نیک دل رحیم و فیّاض انسان ہوتا ہے۔ جس کے مال میں غریب، مفلس اور نادار کا بھی تھوڑا بہت اندوختہ جمع ہوتا ہے۔

(ہ) **حج** - حج کل دُنیائے اسلام کو مرکزِ واحد پر جمع کرنے والا ہے اختلافِ مُلک و زبان کو دُور کر کے سب کو ایک جگہ اتفاق و اتحاد سے مربوط و منسلک کرتا ہے۔

موجودہ دور میں اسلام ہی ہمیں بتاتا ہے کہ کائنات کو ایک واجب الوجود ہستی (خدا) نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہستی قدیم ازلی و ابدی اور تمام صفات کمال کی جامع ہے۔

موجودہ دور میں اسلام ہی کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ ہی نے تمام ارواح و اجسام کو پیدا کیا ہے عرش و کرسی، ارض و سما، کوہ و شجر، نباتات و جمادات، جنّت و جہنّم، ملائکہ و حیوانات اور مخلوقات مثلاً بندے، پرندے، چرندے، درندے، گزندے، پیرندے سب اسی کے عزم بالجزم سے وجود میں آئے۔

اسلام نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ خُدا رحیم و کریم بھی ہے: جبّار و قہّار بھی ہے۔ غفور بھی ہے قدیر و قادر بھی ہے۔ نافع بھی وہی ہے، ضار بھی وہی ہے، محی بھی وہی ہے ممیت بھی وہی ہے۔ وہ مالک حقیقی، رازقِ حقیقی، منتقمِ حقیقی، معطیِ حقیقی منعمِ حقیقی ہے۔ وہ سمیع بھی ہے اور بصیر بھی ہے اور وہی خالق اکبر ہے۔

اسلام کے لاتناہی، بے کنار و لامحدود فضائل و کمالات اور حقائق کیسے بیان کروں۔ مَیں کہتا ہوں کاغذ کے دفتر کے دفتر ختم ہو جائیں گے مگر فضائلِ اسلام ختم نہ ہوں گے۔ مَیں بصمیم قلب دُعا گو ہوں کہ خداوندِ عالم گلشنِ محمدی (اسلام) کو قائم و دائم رکھے اور یہ اسی طرح پھولتا پھلتا رہے۔ اور فرزندانِ توحید کو اس مذہبِ مقدس پر مستحکم و محکم رکھے۔ اور شانِ اسلام کو دوبالا کرے۔ آمین

مفید ترین کتابیں

تصانیف مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی		تصانیف مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	
حکایاتِ صحابہؓ	عام	حسن العزیز (ملفوظات) مجلد	لعہ
فضائلِ ذکر	عام	تربیت السالک مجلد	عہ
فضائلِ قرآن مجید	۱۲ ار	دعوات عبدیت حصہ دوم	عام ۱۲ ار
فضائلِ نماز	۱۳ ار	تعلیم الدین مکمل	عہ
فضائلِ رمضان	۹ ر	اصلاح الرسوم	عار
فضائلِ حج	عام	شریعت اور طریقت	ـــہ
فضائلِ صدقات (حصہ دوم)	للعہ	اسلام اور عقلیات حصہ اوّل	ـــہ
فضائلِ تبلیغ	۶ ر	" " حصہ دوم	للعہ
سیرت خلفاء راشدین	عام	حیات المسلمین مع شرح و مقدمہ	عار
الرفیق فی سواء الطریق	ـــہ	بوادر النوادر	۱۲ ـــہ
ہزار حدیث مترجم	ـــہ	غلط مسئلے	۳ ر

خرچہ ڈاک و پیکنگ بذمہ خریدار

مہتمم ادارۂ احیاء السنّت متصل مسجد خواجگان اندرون پاک دروازہ ملتان شہر

ذکرِ الٰہی کامیابی کا گُر ہے

(از جناب صوفی محمد شفیع عمر الدین صاحب سجاول)

ذات باری تعالےٰ نے فرمایا :-
(یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝)

(الانفال رکوع ۵ پارہ ۱۰)

ترجمہ (از حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ

ایمان والو جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

اس ایک مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے وہ بنیادی اصول تجویز فرمائے جن کو اپنا کر ہمارے اسلاف کامیاب ہوئے۔ خوب پھلے پھولے۔ اور ان پر چل کر ہم یقینی طور سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

پہلی بات ہے ایمان لانا

ایمان اور صحیح اعتقاد کے بغیر کوئی عمل آخرت میں فائدہ نہ دے گا۔ اوّل ایمان لانا شرط ہے۔ کامیابی کا یہ پہلا زینہ ہے۔

حدیث۔ ایک شخص لوہے کا خود پہنے ہوئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ "یا رسول اللہ کیا مَیں اوّل کفار سے لڑوں یا اول مسلمان ہو جاؤں۔"

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر لڑو۔" حسب الحکم وہ پہلے ایمان لایا۔ پھر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "عمل تو اُس نے کم کئے مگر اُسے اجر بہت ملا۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد) (عن براء بن عازب)

دُوسری بات جہاد کرنا

جہاد انبیاء علیہم السلام کی سُنّت ہے اللہ تعالےٰ نے مجاہدین کے لئے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کے لئے اللہ کی رحمت واسع ہے۔

حضرت مفسر تفسیر حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ۔ یُورپ کے لوگوں کا عروج دُنیاوی جنگ کی وجہ سے ہے۔ باقی علم و ہُنر سب اقبال کے تابع ہیں۔"
(تفسیر البقرہ آیت ۲۱۶)

حدیث۔ جو شخص جنّت میں جاتا ہے۔ پھر وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اسے دوبارہ دُنیا میں لوٹایا جائے۔ اور روئے زمین کی تمام اشیاء اسے دی جائیں۔ ہاں (صرف) شہید اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ دوبارہ دُنیا میں جاکر دس مرتبہ شہید ہو۔ یہ اس لئے کہ اُسے شہادت کے بہترین درجے دکھائی دیتے ہیں۔ (عن انس بن مالک۔ بخاری کتاب الجہاد)

حدیث۔ جنّت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ (عن حضرت بن اوفیٰ۔ بخاری)
اس حدیث پاک سے معلوم ہُوا۔ کہ مجاہد کے لئے جنّت ہے۔

حدیث۔ حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ فتح مکّہ کے روز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ فتح مکّہ کے بعد ہجرت تو نہیں رہی۔ لیکن جہاد اور جہاد کی نیّت کا ثواب باقی ہے۔ جب تمہیں جہاد کے لئے بُلایا جائے تو ضرور جاؤ۔ (بخاری)

جذبۂ جہاد ہمارے اسلاف کے بچّوں میں بھی پایا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تیرہ برس کی عمر میں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کی اجازت چاہی۔ مگر کمسن ہونے کے باعث نہ مل سکی۔
(سیر الصحابہ۔ مہاجرین حصّہ دوم)

حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کو کم سن ہونے کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شرکت کی اجازت نہ ملی تو زار و قطار رونے لگے۔ ان کا جوش اور شوق دیکھ کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

یہی جذبہ صحابیاتؓ میں بھی پایا جاتا تھا۔ ایک بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمّ حرامؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور تکیہ لگا کر سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہُوئے بیدار ہو گئے۔

حضرت ام حرامؓ نے پُوچھا۔ حضرتؐ مُسکرانے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ میری اُمّت کے کچھ لوگ جہاد کے لئے بحرِ سبز میں سوار ہونگے۔ ان کی مثال ان بادشاہوں کی سی ہے۔ جو تخت پر بیٹھے ہیں۔ ام حرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُعا فرمائیں اللہ تعالےٰ مجھے بھی انہیں سے کر دے۔
آپ بحری سفر پر تشریف لے گئیں اور گھوڑے سے گر کر شہید ہوئیں۔
(ماخوذ از بخاری)

تیسری بات ثابت قدم رہنا

"اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔"
سورہ محمد آیت ۷

الحاصل

ثابت قدمی سے ہمیں اللہ کے دین کی مدد کرنی چاہیئے۔

ایسے موقعہ پر صبر و استقلال کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ذات باری تعالےٰ پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ بُزدلی، پست ہمّتی، کمزوری کو اپنے قریب کبھی پھٹکنے نہ دینا چاہیئے۔ فضول واویلا سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے۔

حضرت علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنایا جائے۔ اور آپس میں تنازع اور اختلاف نہ پھیلایا جائے۔ ورنہ ذلّت اُٹھانی پڑے گی۔ اور بُزدل بن جاؤگے۔ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ یاد رکھیں اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ ان احکام میں ایسے پُورے اُترے کہ ان کی مثال نہ پہلوں میں مل سکتی ہے نہ پچھلوں میں۔ یہی شجاعت یہی اطاعتِ رسولؐ، یہی صبر و استقلال تھا جس کی بدولت اللہ تعالےٰ کی مدد ان کے شاملِ حال رہی اور باوجود کمی اسباب اور تعداد کے بہت ہی قلیل عرصہ میں مشرق و مغرب پر فتح پالی۔ نہ صرف لوگوں کے مُلکوں کے مالک بنے بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لگا دیا۔ رومیوں، فارسیوں،

ترکوں، صقالیہ کے بربریوں، حبشیوں، سوڈانیوں اور قبطیوں کو بلکہ کل گوروں اور کالوں کو زیر کیا۔ اللہ کے کلمہ کو بلند کیا۔ دینِ برحق کی اشاعت فرمائی۔ اور دُنیا کے ہر گوشے میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ تیس برس میں دُنیا کا نقشہ بدل ڈالا۔"

حدیث شریف میں ہے۔ جب تم کافروں سے مقابلہ کرو تو صبر کرنا۔

خطرے کے وقت استقلال کا ایک واقعہ

غزوۂ حنین میں مہاجرین و انصار پر مشتمل فوج کی تعداد بارہ ہزار نفوس تھی۔ یہ مقابلہ قبیلۂ ہوازن کے ساتھ تھا جن کا سارے عرب میں تیراندازی میں کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ پہلے معرکہ میں کفار کو شکست ہوئی۔ مسلمان مجاہد مالِ غنیمت سمیٹنے میں منہمک ہو گئے۔ اس وقت ہوازن کے تیرانداز جو موقعہ کی گھات میں تھے۔ اُنہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کے لئے ثابت قدم رہنا مشکل ہو گیا۔ مگر اس نازک ترین مرحلے پر بھی دُنیا نے دیکھ لیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اس وقت سفید خچر پر سوار تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ خچرّ کی لگام پکڑے ہُوئے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ (انا النبی لا کذب انا عبد المطلب) مَیں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ مَیں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔"

مصنف رحمۃ للعالمین نے اس واقعہ کے بارے میں کیا ہی عمدہ نکات بیان فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) خچرّ پر سوار ہونا ہی ثبات و استقلال کی دلیل ہے۔ بھاگنے والا تیز گام گھوڑے کو پسند کرتا ہے۔

(۲) سفید خچرّ کا انتخاب بھی مردانگی کی دلیل ہے۔ ورنہ لڑائی میں ایسے رنگ کا جانور پسند کیا جاتا ہے جو ذرا سے گرد و غبار میں چھپ جائے۔

(۳) بارہ ہزار فوج کے بھاگ جانے پر میدان میں کھڑے رہنا بھی کوہ تحمل ہی کا کام ہے۔

(۴) ایسے وقت میں خود بول بول کر اپنی شناخت دشمن کو کرانا۔

(۵) اور اسی دعوے کو دُہرانا جو حملہ آوروں کے کینہ و عداوت کا موجب تھا صرف قمرِ نبوّت ہی کا خاصۂ نور پاشی ہے۔

دوسرا واقعہ

ایک رات اہلِ مدینہ دشمن کے خطرے سے ڈر گئے۔ کیونکہ مدینہ میں کچھ آواز سُنائی دیتی تھی۔ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم بلا زین ڈالے حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ گردنِ مبارک میں تلوار لٹکائی۔ اور تن تنہا تفتیش فرمانے کی غرض سے خطرے کے مقام کی طرف تشریف لے گئے۔ اور واپس آکر فرمایا، خوف نہ کرو، خوف نہ کرو، ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا" نیز گھوڑے کی تیز رفتاری کے بارے میں فرمایا، "اس کو ہم نے سمندر کی طرح (رواں) پایا۔" (بخاری)

الحاصل شجاعت، استقلال اور توکل علی اللہ کی کتنی بلند پایہ مثال ہے تنہا تیز رفتار گھوڑے پر خطرے کی طرف تشریف لے جانا بھی سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاصہ ہے۔

آخری بات۔ اللہ کو بہت یاد کرنا

حدیث۔ صحابہ کرامؓ لڑائی کے وقت شور و شغب یا آواز کو بُرا سمجھتے تھے۔ اور صرف ذکرِ الٰہی کرتے تھے۔ (عن قیس بن قتادہؓ۔ مشکوٰۃ بحوالہ ابو داوٗد)

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "جہاد کے موقعہ پر بھی خاموش رہنا اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا فرض ہے (ابن کثیرؒ)

تین اوقات کی خاموشی اللہ تعالےٰ کو پسند ہے۔ (۱) تلاوت قرآن شریف کے وقت (۲) جہاد کے وقت (۳) جنازے کے وقت (ابنِ کثیرؒ بحوالہ طبرانی)

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "یعنی مدد اللہ کی چاہو۔ اسباب ظاہر سے نہیں۔ دل کی استقامت، اور یاد اللہ کی، اور حکمبرداری سردار کی۔ (موضح القرآن)

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اس میں نماز، دُعا، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے۔ ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔

(اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ)

رعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

(بقیہ حقوق الوالدین صفحہ ۱۹ سے آگے)

کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جُھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

مسلمان کا فرض ہے کہ والدین کے متعلق ان آداب کا خیال رکھے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جہاں تک تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ کے ساتھ شرک کا تعلق ہے۔ قطع نظر اس کے۔ خدمت اور عاجزی و انکساری کے علاوہ اگر والدین ایماندار ہیں تو حسنِ خاتمہ اور مغفرت و بخشش کے لئے بھی دُعا کرنا ضروری ہے۔ جس کو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ تو لازمی اور واجب قرار دیا ہے۔

اور اگر والدین بحالت کفر زندہ ہوں تو دُعائے رحمت بمعنی دُعائے ہدایت کی جائے تو جائز ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف ایک مرتبہ رحمت و محبّت کی نگاہ سے آنکھ اُٹھا کر دیکھے گا۔ تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج بیت اللہ لکھ دیں گے۔ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اگر کوئی سو مرتبہ دیکھے تب بھی یہی بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اس میں اشکال ہی کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

آخر میں ہم

اللہ تعالےٰ کے حضور میں دست بدعا ہیں کہ اے پروردگار عالم بتوسل حضرت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے فضل و کرم اور عنایت بے پایاں سے ہم سب کو اپنے اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرما کر ذریعہ نجاتِ دارین فرما —— آمین یا رب العالمین

ضروری تصحیح:— انجمن خدام الدّین کے مطبوعہ قرآن مجید کا ہدیہ چھ روپے آٹھ آنے ہے

بچوں کا صفحہ

حقوق الوالدین

(ازجناب احمد دین صاحب ساجد جالندھری مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ حسین آگاھی ملتان شہر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد۔ جہاں تک والدین کے اعزاز و اکرام کا تعلق ہے۔ یہ چیز آج کل بالکل ہی نابود ہے۔ حالانکہ ان کا بھی بہت بڑا حق ہے۔ جس کی تاکید قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں بارہا وارد ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمام گناہ ایسے ہیں کہ حق سبحانہ' و تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو ستائے اور تنگ کرے۔ فرمایا کہ اس کی سزا آدمی کو مرجانے سے پہلے دُنیا میں بھی دے دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) غرض اس ضمن میں تو بہت ساری حکایات بھی عام مشہور ہیں۔ کہ ایک آدمی اپنے بوڑھے باپ کو پانی کی ندی میں پھینکنے کی غرض سے کندھوں پر اُٹھائے جا رہا تھا۔ جب گھٹنوں پانی میں پھینکنے لگا۔ تو بوڑھے میاں نے آواز دی۔ اور کہا۔ کہ بیٹا مجھے ذرا آگے کرکے پھینکنا جہاں کم از کم کمر تک پانی ہو۔ تو والد بزرگوار کو پانی کی ندی میں ڈبو کر مارنے والے شخص نے اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ یہاں نہ پھینکنے اور آگے کرکے پھینکنے میں کیا حکمت و مصلحت ہے۔ جبکہ مارنا اور گھر سے نکالنا ہی منظور و مقصود ہے۔ تو پھر یہاں اور وہاں میں کیا فرق ہے۔ اس پر بڑے میاں نے جواب دیا۔ کہ برخوردار جب میں تیری عمر میں تھا۔ اس وقت اسی مقام پر تو میں نے اپنے ابّا جان کو نذرِ آب کیا تھا۔ یہ تو مجھے اپنے والد کے ساتھ کئے کا نتیجہ دُنیا میں ہی مل رہا ہے۔ ورنہ میں تو چار قدم آگے کرکے پھینکا جانے کا مستحق ہوں۔

کس قدر حماقت کی بات ہے۔ کہ جس کے صدقے سے یہ انسانی نشو و نما اور شکل و صورت میسّر آئی ہے۔ آدمی اسی کی بیقدری و بے عزتی پر اُتر آئے۔ اور اسی کو ستانا شروع کر دے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد پر والدین کا کیا حق ہے۔ تو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ دونوں تیرے لئے جنّت اور دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ شریف) ان کی حکم عدولی و نافرمانی کرکے چاہے تُو دوزخ کو اختیار کرلے اور چاہے ان کو خوش کرکے یعنی اُن کی مرضی کے مطابق عمل کرکے جنّت میں چلا جا۔ غرض اب یہ تیرے اپنے بس کی بات ہے کہ جس راستے کو تو چاہے اسے اختیار کرلے۔

چنانچہ سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ شانہ' کی خوشنودی و رضامندی تیرے والد کی خوشنودی و رضاجوئی میں ہے۔ اور پروردگار عالم کی ناراضگی تیرے والد کی ناراضی میں ہے (مشکوٰۃ شریف)

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جس والد کی ناراضی و دل آزاری پر اس قدر وعید موجود ہو۔ آج ہم اسی باپ کے ستائے جانے کی پروا کئے بغیر جو چاہتے ہیں کرگزرتے ہیں۔ اور ذرا ذرا سی بات پر والدین کو ایسا جھڑک کر رکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ غلاموں اور خادموں کو حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ تو ان سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی رفیق و شفیق ہوسکتا ہے۔ اور نہ ہی ہمدرد و غمخوار۔

بچپن کے حالات کو اگر تھوڑی دیر کے لئے سامنے رکھا جائے تو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہی والدین ہیں۔ جو ذرا سی تکلیف ہو جانے پر رات کی نیند اور دن کے آرام کو اپنے لئے حرام کر دیا کرتے تھے۔ اے انسان۔ پیشاب پاخانہ سے لتھ پتھ ہو جانے کے بعد جب تو نجاست دُور کرنے پر بھی قادر نہ تھا یہی والدین سردی کے موسم میں گرم پانی اور حمام پر تجھے نہلا دُھلا کر تولئے سے جسم صاف کرکے رُوئی کے لحاف میں لپیٹ کر تیری صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مناسب تدابیر کیا کرتے تھے۔ اور چار پانچ سال کی زندگی میں انہیں والدین کو تیری تعلیم و تربیت کا فکر دامنگیر ہوا۔

غرض جب زندگی کا دور پندرہ سولہ سال کو پہنچا اور عقل و شعور کی آنکھ کھُلنے کے قریب ہُوئی تو اب۔ انہیں والدین سے پردے۔ پرائیویٹ مجلسیں۔ خفیہ پروگرام نا اہل دوستیاں اور والدین کی مصلحانہ اور مشفقانہ باتیں اب خار کی طرح محسوس ہونے لگی ہیں اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جب میوہ پک کر پھیکا ہوگا — تو اس سے اور بُرا کیا ہوگا
جوانی میں دیوانی ہوگی
دیوانی سے شیطانی ہوگی
جب میوہ پک کر پھیکا ہوگا — تو اس سے اور بُرا کیا ہوگا
اپنے سب بیگانے ہونگے
غیروں سے یارانے ہونگے
جب میوہ پک کر پھیکا ہوگا — تو اس سے اور بُرا کیا ہوگا

اور اگر گریبان میں مُنہ جھانک کر دیکھا جائے۔ تو والدین سے زیادہ مشفق و مہربان دنیا میں تو کوئی متنفس ہو نہیں سکتا جو زندگی کے ہر مورچے پر چاہے وہ دینی اعتبار سے ہو یا دُنیاوی لحاظ سے اپنے سے زیادہ بلند و بالا اور باوقار دیکھنے کا متمنی ہو۔ اگر ایسا کوئی کرسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف والدین کے ہی نفوس مقدسہ ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی اگر ان کا یعنی والدین کا یہی اور فی الحقیقت یہی مقام ہے۔ تو پھر نوجوانانِ عزیز ہم سب برادرانِ اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ یہ ہے۔ کہ محبوبِ کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم نے (بخاری شریف کی ایک حدیث کے مطابق) والدین کی حکم عدولی و نافرمانی و دل شکنی کو شرکِ خداوندی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ جو کبھی اور کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہوسکتا۔

اور حق سبحانہ' و تعالےٰ نے بھی اس مقام پر واضح الفاظ میں اعلان بایں طور فرمایا ہے۔

(وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ
كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور تیرا رب فیصلہ کرچکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور اُن سے ادب سے بات کرو۔ اور ان

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۱۱/- ششماہی چھ روپے ۶/- سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات:- تعلیم و جیل
(مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ علماء کرام کا
مصدّقہ ترجمہ
ہدیہ مجلد قرآن مجید مترجم ۴ محصول ڈاک ۱/
از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ
دوبارہ چھپ کر آگیا ہے معمولی لکھے پڑھے مرد عورت
اور
بچے نہایت آسانی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

بقیہ حلقہ احباب صفحہ ۱۲ سے آگے

اولادِ آدم میں سے حُسنِ کردار اور خلقِ عظیم کے حاملوں کا انتخاب کیا جائے۔ اور اس حقیقت کو واضح کیا جائے۔ کہ عملِ احسن کا مصداق کون ہو سکتا ہے۔

اختر۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قیامت ضرور بپا ہو گی۔ کیونکہ قرآنی تصریحات سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور در اصل یہی عقیدہ تمام حسنات کا موجب معلوم ہوتا ہے۔

(بقیہ: حُسنِ سلوک صفحہ ۱۵ سے آگے)

خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

۲۔ جس سے عہد کر لیا جائے اس کو پورا کرنا چاہیئے خواہ عہد مسلمان سے کیا ہو یا کافر سے۔

۳۔ امانت کو واپس کرنا چاہیئے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی۔ (جامع الصغیر)

محمد بن الحنفیہ عطاء اور قتادہ تینوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا کہ حق تعالےٰ شانہٗ کے پاک ارشاد اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا (احزاب ع ۱) میں مسلمان کو یہود و نصاریٰ غیر مسلم رشتہ داروں کے لئے وصیت مراد ہے (مغنی)

عکسی قرآن مجید مترجم و محشی
ترجمہ از مولانا محمود الحسن صاحبؒ حاشیہ پر تفسیر از مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ
عکسی بلاکوں سے طبع شدہ بڑی تقطیع جلی قلم نمونے کے صفحے مفت طلب فرمائیے
تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

یہاں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، اُسترے و دیگر لوہے کا سامان تھوک پرچون خریدنے کیلئے
پاک لاک ہاؤس لاہور (سابقہ ارژین)
ھول سیل ڈپو
۱۰ اسی شاہ عالم مارکیٹ نزد حبیب بنک
فون نمبر ۴۰۶۳۷ ناغہ اتوار
پرچون دوکان
زیر دروازہ مسجد وزیر خاں اندرون دہلی گیٹ لاہور
ناغہ بروز جمعۃ المبارک فون نمبر ۲۷۴۲

قائم شدہ ۱۹۰۱ء آپ کی قدیم دکان فون نمبر ۳۶۶۹
چائنہ مارٹ دھنی رام روڈ
انارکلی - لاہور
جہاں آپ کو اعلیٰ درجے کے ٹی ڈنر، کافی فروٹ سیٹ، شیشے کے لیمن سیٹ، پھولدان، اینمل ویر
گیس لیمپ، سٹوو اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں

خالص سونے کے بہترین زیورات
زرفشاں جیولرز
۳۴ - کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
فون نمبر ۱۷۳۴

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا